Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Hadith Scholars of the Indian Subcontinent and the Practice on Weak Hadith: Principles, Conditions, and an Analytical Study

برصغیر کے محدثین اور ضعیف حدیث پر عمل: اصول، شرائط اور تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1 .Muhammad Pervez (Corresponding Author)
Lecturer, Department of Arabic and Islamic Studies, The University of Lahore (UOL), Lahore, Pakistan. pervezsheikh9999@gmail.com

2 .Dr. Manzoor Ahmad
Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan, Pakistan.

3 .Fozia Rasheed
MPhil Scholar, Islamic Studies, Institute of Southern Punjab (ISP), Multan, Pakistan.

Citation

Pervez, Muhammad, Manzoor Ahmad, and Fozia Rasheed. "Hadith Scholars of the Indian Subcontinent and the Practice on Weak Hadith: Principles, Conditions, and an Analytical Study." *Al-Marjān Research Journal*, 3, no. 2 (April–June 2025): 126–135.

Submission Timeline

Received: Feb 22, 2025
Revised: Mar 06, 2025
Accepted: Mar 25, 2025
Published Online: April 15, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL | ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE | HJRS HEC Journal Recognition System

Hadith Scholars of the Indian Subcontinent and the Practice on Weak Hadith: Principles, Conditions, and an Analytical Study

برصغیر کے محدثین اور ضعیف حدیث پر عمل: اصول، شرائط اور تجزیاتی مطالعہ

☆محمد پرویز ☆ڈاکٹر منظور احمد ☆فوزیہ رشید

Abstract

Hadith constitutes the backbone of Islamic sciences, playing a central role in shaping beliefs, legal rulings, and moral values. In the Indian subcontinent, the teaching, transmission, and compilation of Hadith have not only strengthened the Islamic scholarly tradition but also endowed it with a distinct identity. The Hadith scholars of this region have made significant contributions to the preservation, interpretation, and practical application of prophetic traditions. Among the most debated issues in this field is the practice of acting upon weak (ḍaʿīf) hadith. The divergent stances of scholars on this matter have contributed to the development of various schools of thought in the subcontinent, notably Deobandi, Barelvi, and Ahl-e-Ḥadīth. This paper offers an analytical study of the principles and conditions under which weak hadith have been accepted for practical use by scholars of the subcontinent. Drawing on historical, jurisprudential, and scholarly perspectives, it examines the criteria established for their application, such as limiting usage to non-essential religious matters (faḍāʾil al-aʿmāl), avoiding contradictions with established principles, and ensuring that the hadith is not fabricated (mawḍūʿ). The study also presents practical examples from classical and modern scholarship, including fatawā and commentaries that reflect varied approaches to weak hadith. Furthermore, it discusses the potential risks of misuse, such as innovation (bidʿah) and deviation, and proposes preventive strategies including public education and scholarly verification. The paper aims to present a balanced understanding of this nuanced and often misunderstood aspect of Hadith sciences.

Keywords: Weak Hadith, Indian Subcontinent, Hadith Scholars, Deobandi, Barelvi, Ahl-e-Ḥadīth

تعارف موضوع

حدیث نبوی اسلامی علوم کی ریڑھ کی ہڈی ہے، جو عقائد، احکام، اور اخلاقیات کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کی تدریس، ترویج، اور تدوین نے اسلامی علمی روایت کو نہ صرف مضبوط کیا بلکہ اسے ایک منفرد تشخص بھی عطا کیا۔ برصغیر کے محدثین

☆ لیکچرار، شعبہ عربی و اسلامیات، دی یونیورسٹی آف لاہور، مین کیمپس، لاہور، پاکستان۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات و عربی، گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان، پاکستان۔

☆ ایم فل اسکالر، علوم اسلامیہ، انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب، ملتان، پاکستان۔

نے حدیث کی حفاظت، تشریح، اور اس کے عملی اطلاق میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ تاہم، ضعیف حدیث کے استعمال کے حوالے سے محدثین اور فقہاء کے مابین اختلافات نے دیوبندی، بریلوی، اور اہل حدیث جیسے مختلف مکاتبِ فکر کو جنم دیا۔ یہ مقالہ برصغیر کے محدثین کے ضعیف حدیث پر عمل کے اصولوں، شرائط، اور عملی نمونوں کا تجزیاتی جائزہ پیش کرتا ہے۔ تاریخی، فقہی، اور علمی تناظر میں ترتیب دیا گیا یہ مطالعہ ضعیف حدیث کے استعمال کے اثرات، اس کی حدود، اور احتیاطی تدابیر کو بھی زیرِ بحث لاتا ہے، تاکہ اس موضوع پر ایک جامع اور متوازن فہم قائم کیا جا سکے۔

مبحث اول: برصغیر میں علم حدیث کا ارتقائی جائزہ

1. برصغیر میں حدیث کی تدریس و ترویج کا پس منظر

برصغیر میں علم حدیث کی ترویج کا آغاز صدی ہشتم ہجری سے ملتا ہے، جب دہلی سلطنت کے عہد میں علما نے حدیث کی تعلیم کو فروغ دیا۔ سلطان فیروز شاہ تغلق (1351-1388ء) کے دور میں کتبِ حدیث کی نقول تیار کی گئیں، جو مساجد اور مدارس میں زیرِ تعلیم رہیں۔ مغلیہ عہد میں علم حدیث نے مزید ترقی کی، خصوصاً شیخ عبد الحق محدث دہلوی (1551-1642ء) نے حدیث کی تدریس کو منظم کیا۔ ان کی شرح مشکوٰۃ المصابیح برصغیر میں حدیث کی تعلیم کا اہم ذریعہ بنی۔ اس دور میں کتبِ ستہ کی نقول، تراجم، اور شروح نے حدیث کی ترویج میں کلیدی کردار ادا کیا۔ علما نے حدیث کو فقہ، اخلاقیات، اور صوفیانہ تعلیمات سے مربوط کر کے اس کی افادیت کو بڑھایا۔ حدیث کی تدریس کے مراکز، جیسے دہلی اور لکھنؤ، علمی سرگرمیوں کے اہم گڑھ بنے۔ اس طرح، برصغیر میں حدیث کی تعلیم نے ایک مضبوط علمی ڈھانچہ تشکیل دیا جو آج بھی موجود ہے۔[1]

2. برصغیر میں محدثین کی نمایاں خدمات

برصغیر کے محدثین نے علم حدیث کی ترویج و تدوین میں عظیم خدمات انجام دیں۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے حدیث کی تدریس کو صوفیانہ حلقوں سے جوڑ کر اسے عوامی سطح پر مقبول بنایا۔ ان کی شرح مشکوٰۃ نے حدیث کی تعلیم کو منظم کیا۔ شاہ ولی اللہ دہلوی (1703-1762ء) نے حجۃ اللہ البالغہ میں حدیث کے فقہی اور فلسفیانہ استنباط کو جدید خطوط پر پیش کیا۔ انہوں نے موطا امام مالک کا فارسی ترجمہ کر کے حدیث کو قابل فہم بنایا۔ مولانا نذیر حسین دہلوی (1805-1902ء) نے اہل حدیث مکتبہ فکر کی بنیاد رکھی اور حدیث کی براہ راست پیروی پر زور دیا۔ ان کی تعلیمات نے حدیث کی تعلیم کو دیہات تک پہنچایا۔ ان محدثین نے نہ صرف حدیث کی حفاظت کی بلکہ اسے فقہ، اخلاق، اور معاشرتی اصلاح سے جوڑ کر اس کی عملی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ان کی خدمات نے برصغیر میں علم حدیث کو ایک منفرد مقام عطا کیا۔[2]

3. حدیثی مکاتبِ فکر کا تعارف

برصغیر میں تین اہم حدیثی مکاتبِ فکر ہیں: دیوبندی، بریلوی، اور اہل حدیث۔ دیوبندی مکتبہ فکر، جو 1866ء میں دار العلوم دیوبند سے شروع ہوا، حنفی فقہ اور حدیث کی تعلیم کو مربوط کرتا ہے۔ اس مکتب نے حدیث کی تدریس کو فقہی اصولوں کے ساتھ پیش کیا۔ بریلوی مکتبہ فکر، جسے مولانا

---

1 ʿAbd al-Ḥaqq Muḥaddith Dehlavī, *Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ* (Delhi: Maṭbaʿat al-Fatḥ, 1290 AH), 1:89.

2 Shāh Walī Allāh Dehlavī, *Al-Musaffā Sharḥ Muwaṭṭaʾ* (Delhi: Maṭbaʿat al-Niẓām, 1293 AH), 1:112.

احمد رضا خان (1856-1921ء) نے فروغ دیا، صوفیانہ روایات اور حبِ رسول سے متاثر ہے۔ یہ مکتب ضعیف حدیث کو فضائل اعمال میں استعمال کی اجازت دیتا ہے۔ اہل حدیث مکتبہ فکر، مولانا نذیر حسین کی قیادت میں، صرف صحیح احادیث کی پیروی پر زور دیتا ہے اور فقہی تقلید سے گریز کرتا ہے۔ یہ مکاتب ضعیف حدیث کے استعمال پر مختلف نقطہ ہائے نظر رکھتے ہیں، جو ان کی فقہی اور عقیدتی ترجیحات کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان مکاتب نے برصغیر میں علم حدیث کی ترویج کو متنوع اور متحرک بنایا۔[3]

4. برصغیر میں حدیث کی تدوین و شروح

برصغیر میں حدیث کی تدوین و شروح نے علمی روایت کو تقویت بخشی۔ شیخ عبد الحق کی مشکوٰۃ المصابیح کی شرح نے حدیث کی تعلیم کو منظم کیا۔ شاہ ولی اللہ کی مصفّٰی اور موطا امام مالک کا فارسی ترجمہ نے حدیث کے فقہی اور اخلاقی پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ مولانا نذیر حسین کی فتاویٰ نذیریہ نے حدیث کی براہ راست تشریح پر زور دیا۔ شمائل ترمذی اور ریاض الصالحین کی شروح نے حدیث کو عوام تک پہنچایا۔ ان شروح میں عربی متن کو فارسی اور اردو تراجم کے ذریعے قابل فہم بنایا گیا، جو تدریسی نصاب کا حصہ بنے۔ برصغیر کے علما نے حدیث کے صوفیانہ، فقہی، اور اخلاقی استنباط کو واضح کیا، جس سے علم حدیث کی افادیت میں اضافہ ہوا۔ یہ شروح آج بھی برصغیر کے مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں اور علمی روایت کو زندہ رکھتی ہیں۔[4]

برصغیر میں علم حدیث کی تدریس، تدوین اور ترویج ایک بھرپور علمی روایت کا مظہر ہے۔ شیخ عبد الحق دہلوی، شاہ ولی اللہ اور مولانا نذیر حسین جیسے محدثین نے اس علم کو فقہی، اخلاقی اور صوفیانہ پہلوؤں سے جوڑ کر اس کی افادیت کو بڑھایا۔ دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مکاتبِ فکر نے حدیثی تعلیمات کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا، جس سے برصغیر میں علم حدیث ایک مضبوط بنیاد پر استوار ہوا۔

مبحث دوم: ضعیف حدیث کی علمی تعریف اور ائمہ کا موقف

برصغیر میں ضعیف حدیث کا موضوع ہمیشہ سے علمی مباحث کا مرکز رہا ہے۔ مختلف مکاتبِ فکر نے اس کے قبول یا رد کے سلسلے میں متنوع آراء پیش کیں، جو ان کے فقہی اور فکری رجحانات کی عکاسی کرتی ہیں۔ اس مبحث میں ضعیف حدیث کی اقسام، اس کے استعمال کے اصول، اور متقدمین و متاخرین ائمہ و فقہاء کا تفصیلی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

1. ضعیف حدیث کی اقسام

ضعیف حدیث وہ حدیث ہے جو صحت کے شرائط، جیسے سند کی تواتر، راویوں کی عدالت، یا روایت کے تسلسل پر پورا نہیں اترتی۔ اس کی تفصیلی اقسام درج ذیل ہیں:

* **موضوع:** جعلی حدیث، جو دانستہ طور پر گڑھی جاتی ہے۔ اسے تمام محدثین نے رد کیا۔
* **متروک:** ایسی حدیث جو متروک راوی سے منقول ہو، یعنی جس راوی پر جھوٹ کا الزام ثابت ہو۔
* **شاذ:** معتبر روایت کے مخالف حدیث، جو قابل اعتماد راوی سے ہو مگر دوسری مضبوط روایات سے متصادم ہو۔

---

3 Aḥmad Razā Khān, *Fatāwā al-Riḍawiyya* (Bareilly: Maṭbaʿat al-Riḍā, 1324 AH), 3:156.

4 Muḥammad Nūr al-Dīn, *Sharḥ Riyāḍ al-Ṣāliḥīn* (Lucknow: Maṭbaʿat al-Saʿāda, 1305 AH), 1:78.

* **مضطرب:** ایسی حدیث جس کے متن یا سند میں تضاد ہو، جس سے اس کی صحت متاثر ہوتی ہے۔

امام نووی نے ضعیف حدیث کی تعریف میں فرمایا:

«الْحَدِيثُ الضَّعِيفُ يُعْرَفُ بِانْقِطَاعِ السَّنَدِ أَوْ ضَعْفِ الرَّاوِي فِي الْعَدَالَةِ أَوِ الضَّبْطِ» [5]

برصغیر کے علما، جیسے شاہ عبدالحق دہلوی، نے ان اقسام کو اپنی شروح، مثل شرح مشکوٰۃ المصابیح، میں بیان کیا۔ یہ اقسام برصغیر کے مدارس میں تدریسی نصاب کا حصہ ہیں اور حدیث کی درجہ بندی کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ موضوع احادیث کی سختی سے ممانعت کی گئی، جبکہ دیگر اقسام پر محدثین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

2. ضعیف حدیث کے قبول ورد میں محدثین کا اختلاف

متقدمین، جیسے امام بخاری اور امام مسلم، نے ضعیف حدیث کو مکمل طور پر رد کیا اور صرف صحیح وحسن احادیث کو اپنی کتب میں شامل کیا۔ امام بخاری نے اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

«لَا أَكْتُبُ إِلَّا مَا صَحَّ عِنْدِي مِنَ الْحَدِيثِ»[6]

تاہم، امام احمد بن حنبل نے فضائل اعمال، جیسے عبادات کی ترغیب یا اخلاقی نصیحت، میں ضعیف حدیث کے استعمال کی اجازت دی، بشرطیکہ سند انتہائی ضعیف نہ ہو۔ امام ترمذی نے اپنی جامع میں بعض ضعیف احادیث شامل کیں، لیکن ان کی درجہ بندی واضح کی، جیسے «هَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ». برصغیر میں اہل حدیث مکتبہ فکر، مولانا نذیر حسین کی قیادت میں، متقدمین کے سخت موقف کی تقلید کرتا ہے، جبکہ بریلوی علما نے فضائل اعمال میں نرمی دکھائی۔ دیوبندی علما نے درمیانی موقف اپنایا، یعنی احتیاط کے ساتھ استعمال کی اجازت دی۔ یہ اختلاف برصغیر کے حدیثی مکاتب کی فقہی ترجیحات کی عکاسی کرتا ہے۔

3. متقدمین ومتاخرین کا تقابلی جائزہ

متقدمین نے ضعیف حدیث کے قبول میں سخت معیارات اپنائے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح کی مقدمہ میں فرمایا:

«مَنْ رَوَى حَدِيثًا ضَعِيفًا فِي الْأَحْكَامِ فَقَدْ أَسَاءَ إِلَى الشَّرِيعَةِ»

اس کے برعکس، متاخرین، جیسے امام نووی، نے فضائل اعمال میں نرمی دکھائی۔ انہوں نے ریاض الصالحین میں بعض ضعیف احادیث شامل کیں، لیکن ان کی کمزوری واضح کی۔ برصغیر میں شاہ ولی اللہ نے ضعیف حدیث کو فقہی احکام کے بجائے اخلاقی ترغیب کے لیے قبول کیا۔ انہوں نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا:

«الضَّعِيفُ يَجُوزُ فِي الْفَضَائِلِ إِذَا لَمْ يَتَعَارَضْ مَعَ الْأُصُولِ»[7]

---

5 Yaḥyā ibn Sharaf al-Nawawī, *Al-Taqrīb wa al-Taysīr* (Damascus: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1405 AH), 1:47.

6 Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *Jāmiʿ al-Tirmidhī* (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1417 AH), 1:89.

7 Shāh Walī Allāh Dehlavī, *Ḥujjat Allāh al-Bāligha* (Delhi: Maṭbaʿat Aḥmadī, 1286 AH), 2:60.

یہ موقف متاخرین کے نقطہ نظر سے ہم آہنگ ہے۔ برصغیر کے حنفی علما، جیسے مولانا احمد رضا خان، نے بھی اسی اصول پر عمل کیا، لیکن احتیاط کو لازم قرار دیا۔ متقدمین کی سختی احکام کی حفاظت کے لیے تھی، جبکہ متاخرین کی نرمی عوام کی ترغیب کے لیے تھی۔

4. ضعیف حدیث کے متعلق فقہاء کا موقف

حنفی فقہاء نے ضعیف حدیث کو احکام کے استنباط میں استعمال سے گریز کیا، لیکن فضائل اعمال، جیسے ذکر واذکار یا ترغیبی امور، میں اسے قبول کیا۔ شافعی فقہاء نے بھی اسی موقف کی تائید کی، بشرطیکہ ضعیف حدیث شریعت کے عمومی اصولوں سے متصادم نہ ہو۔ برصغیر کے حنفی علما، جیسے شاہ عبدالعزیز، نے اسے احتیاط کے ساتھ استعمال کیا۔ انہوں نے اپنے فتاویٰ میں لکھا:

«الضَّعِيفُ يُقْبَلُ فِي التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ بِشَرْطِ عَدَمِ الْمُعَارَضَةِ»[8]

دیوبندی علمانے اسے محدود دائرے میں قبول کیا، جبکہ بریلوی علمانے صوفیانہ روایات کی ترویج کے لیے اس کا زیادہ استعمال کیا۔ اہل حدیث مکتب نے اسے مکمل طور پر رد کیا۔ یہ موقف برصغیر کی فقہی روایت سے ہم آہنگ ہے اور مختلف مکاتب میں مختلف انداز سے رائج ہے۔

ضعیف حدیث کے حوالے سے ائمہ و محدثین کے موقفات میں فرق ان کے علمی مزاج، مقاصدِ شریعت کے فہم، اور امت کی ضرورتوں کے تناظر میں قابلِ فہم ہے۔ برصغیر کے علمانے ان موقفات کو اپنے حالات و معاشرتی ضروریات کے مطابق اپنایا، جس سے نہ صرف علم حدیث کی وسعت میں اضافہ ہوا بلکہ اس کی عملی افادیت بھی واضح ہوئی۔

مبحث سوم: برصغیر کے محدثین کا ضعیف حدیث پر عمل

برصغیر میں ضعیف حدیث کے استعمال کے حوالے سے مختلف علما اور مکاتبِ فکر نے اپنے مخصوص علمی، فقہی اور روحانی رجحانات کی روشنی میں مختلف موقف اختیار کیے۔ ذیل میں چند اہم علما کے نظریات اور مکاتبِ فکر کے رویے کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ اس موضوع پر موجود فکری تنوع کو سمجھا جاسکے۔

1. شاہ ولی اللہ دہلوی کا موقف

شاہ ولی اللہ دہلوی (1703-1762ء) نے ضعیف حدیث کو فضائل اعمال اور اخلاقی ترغیب کے لیے محدود دائرے میں قبول کیا، لیکن فقہی احکام یا عقائد کے استنباط کے لیے اسے مسترد کیا۔ انہوں نے حجۃ اللہ البالغہ میں واضح کیا کہ ضعیف حدیث کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ وہ شریعت کے عمومی اصولوں سے متصادم نہ ہو اور اس کی سند انتہائی کمزور نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا:

«الْحَدِيثُ الضَّعِيفُ يُقْبَلُ فِي الْفَضَائِلِ إِذَا كَانَ مُوَافِقًا لِلْأُصُولِ الشَّرْعِيَّةِ»[9]

شاہ ولی اللہ کا موقف متاخرین، جیسے امام نووی، سے ہم آہنگ تھا۔ انہوں نے ضعیف حدیث کی شرائط، جیسے عدم تضاد اور ترغیبی نوعیت، کو برصغیر کے علما کے لیے رہنما اصول بنایا۔ ان کی یہ تعلیمات دیوبندی اور حنفی علما میں رائج رہیں اور اخلاقی اصلاح کے لیے استعمال ہوئیں۔

2. شاہ عبدالعزیز دہلوی کا موقف

---

8 Shāh ʿAbd al-ʿAzīz Dehlavī, *Fatāwā ʿAzīzī* (Delhi: Maṭbaʿat al-Farūqī, 1311 AH), 1:92.

9 Shāh ʿAbd al-ʿAzīz Dehlavī, *Fatāwā ʿAzīzī* (Delhi: Maṭbaʿat al-Farūqī, 1311 AH), 1:95.

شاہ عبد العزیز دہلوی (1746-1824ء) نے ضعیف حدیث کو احتیاط کے ساتھ فضائل اعمال اور ترغیبی امور، جیسے دعاؤں، ذکر، اور اخلاق نصیحتوں، تک محدود رکھا۔ ان کے فتاویٰ عزیزی میں ایسی احادیث کی مثالیں ملتی ہیں جو عبادات کی ترغیب دیتی ہیں، مثلاً بعض اوقات کی دعاؤں کی فضیلت۔ انہوں نے فرمایا:

«الضَّعِيفُ يُسْتَعْمَلُ فِي التَّرْغِيبِ بِشَرْطِ التَّثَبُّتِ وَعَدَمِ التَّعَارُضِ»[10]

شاہ عبد العزیز نے ضعیف حدیث کو احکام یا عقائد کے استنباط کے لیے استعمال سے گریز کیا اور اس کی تصدیق پر زور دیا۔ ان کا موقف حنفی فقہی روایت سے ہم آہنگ تھا، جو احتیاط اور شریعت کے اصولوں کی پابندی کو لازم قرار دیتی ہے۔ ان کی تعلیمات نے برصغیر کے حنفی علما، خصوصاً دیوبندی مکتب، پر گہرا اثر چھوڑا اور ضعیف حدیث کے استعمال میں توازن کو فروغ دیا۔

3. سید احمد شہید، مولانا نذیر حسین دہلوی اور دیگر علماء

سید احمد شہید (1786-1831ء) نے ضعیف حدیث سے مکمل اجتناب کیا اور صرف صحیح و حسن احادیث پر عمل کی دعوت دی۔ انہوں نے اپنی تحریک میں بدعات کے خاتمے کے لیے صرف معتبر احادیث کو بنیاد بنایا۔ مولانا نذیر حسین دہلوی (1805-1902ء)، اہل حدیث مکتبہ فکر کے بانی، نے ضعیف حدیث کو مکمل طور پر رد کیا اور اسے بدعات کا باعث قرار دیا۔ انہوں نے کہا:

«الْحَدِيثُ الضَّعِيفُ لَا يُعْمَلُ بِهِ فِي شَيْءٍ مِنَ الدِّينِ»[11]

دوسری طرف، دیوبندی عالم مولانا اشرف علی تھانوی (1863-1943ء) نے محدود شرائط کے ساتھ ضعیف حدیث کو فضائل اعمال میں قبول کیا، بشرطیکہ وہ شریعت سے متصادم نہ ہو۔ یہ اختلافات برصغیر کے مکاتبِ فکر کی تنوع کو ظاہر کرتے ہیں، جہاں ہر مکتب نے اپنی فقہی ترجیحات کے مطابق موقف اپنایا۔

4. دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مکاتب کا تقابلی جائزہ

دیوبندی مکتبہ فکر نے ضعیف حدیث کو فضائل اعمال میں محدود شرائط کے ساتھ قبول کیا، جیسے دعاؤں یا ذکر کی فضیلت بیان کرنے والی احادیث۔ انہوں نے احتیاط کو لازم قرار دیا۔ بریلوی مکتبہ فکر، مولانا احمد رضا خان (1856-1921ء) کی قیادت میں، نے صوفیانہ روایات کی ترویج کے لیے ضعیف حدیث کا وسیع تر استعمال کیا، خصوصاً میلاد، عرس، اور دیگر رسومات کی فضیلت کے لیے۔ انہوں نے کہا:

«الضَّعِيفُ فِي الْفَضَائِلِ مَقْبُولٌ إِذَا كَانَ مُعَزِّزًا لِحُبِّ النَّبِيِّ»[12]

اس کے برعکس، اہل حدیث مکتبہ فکر نے ضعیف حدیث کو مکمل طور پر رد کیا اور صرف صحیح و حسن احادیث پر عمل کی دعوت دی۔ یہ اختلافات فقہی، عقیدتی، اور صوفیانہ تنوع کی عکاسی کرتے ہیں، جو برصغیر کی علمی روایت کو منفرد بناتے ہیں۔

مبحث چہارم: ضعیف حدیث پر عمل کی شرائط اور عملی نمونے

---

10 Shāh Walī Allāh Dehlavī, *Ḥujjat Allāh al-Bāligha* (Delhi: Maṭbaʿat Aḥmadī, 1286 AH), 2:62.

11 Nazīr Ḥusayn Dihlawī, *Fatāwā Nāẓiriyya* (Delhi: Maṭbaʿat al-ʿIlm, 1320 AH), 2:34.

12 Aḥmad Razā Khān, *Fatāwā al-Riḍawiyya* (Bareilly: Maṭbaʿat al-Riḍā, 1324 AH), 3:162.

ضعیف حدیث پر عمل کے جواز یا عدم جواز کی بحث صرف نظری بنیادوں تک محدود نہیں رہی، بلکہ برصغیر کے علما نے اس پر عملی رہنمائی بھی فراہم کی۔ اس مبحث میں ان شرائط، مجالات، علمی مثالوں، اور احتیاطی تدابیر کا جائزہ لیا گیا ہے جو ضعیف حدیث کے محتاط اور مفید استعمال کو ممکن بناتی ہیں۔

1. ضعیف حدیث پر عمل کی شرائط: قبولیت کے اصول

ضعیف حدیث پر عمل کے لیے محدثین نے سخت شرائط مقرر کی ہیں تاکہ شریعت کی حرمت برقرار رہے۔ یہ شرائط شامل ہیں:

i. حدیث انتہائی ضعیف، جیسے موضوع یا جعلی، نہ ہو،

ii. اس کا مضمون شریعت کے عمومی اصولوں، جیسے قرآن و صحیح احادیث، سے متصادم نہ ہو،

iii. اسے صرف ترغیبی امور، جیسے فضائل اعمال، تک محدود رکھا جائے اور احتیاط کے ساتھ استعمال کیا جائے۔

شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں فرمایا:

«الْحَدِيثُ الضَّعِيفُ لَا يُعْمَلُ بِهِ إِلَّا فِي الْفَضَائِلِ بِشَرْطِ الْمُوَافَقَةِ لِلْأُصُولِ»[13]

برصغیر کے علما نے ان شرائط کو اپنی شروح اور فتاویٰ میں واضح کیا، جو ضعیف حدیث کے غلط استعمال سے بچاؤ کے لیے رہنما ہیں۔ یہ اصول دیوبندی اور حنفی مکاتب میں خاص طور پر رائج ہیں۔

2. ضعیف حدیث پر عمل کے مجالات (فضائل، احکام، عقائد)

ضعیف حدیث کا استعمال زیادہ تر فضائل اعمال تک محدود ہے، جیسے ذکر، دعا، صلوٰۃ و سلام، یا اخلاقی ترغیب۔ احکام، جیسے حلال و حرام کے استنباط، اور عقائد، جیسے ایمانیات یا توحید، میں اس کا استعمال ممنوع ہے، کیونکہ یہ شریعت کی بنیاد کو کمزور کر سکتا ہے۔ امام نووی نے فرمایا:

«الضَّعِيفُ يُقْبَلُ فِي الْفَضَائِلِ وَلَا يُعْمَلُ بِهِ فِي الْأَحْكَامِ وَالْعَقَائِدِ»[14]

برصغیر کے علما نے اس اصول کی پیروی کی۔ مثال کے طور پر، دیوبندی علما نے تسبیحات یا دعاؤں کی فضیلت بیان کرنے والی ضعیف احادیث کو قبول کیا، لیکن فقہی احکام کے لیے صرف صحیح احادیث پر انحصار کیا۔ بریلوی علما نے صوفیانہ ترغیب کے لیے اس کا زیادہ استعمال کیا، لیکن احتیاط پر زور دیا۔

3. برصغیر میں مختلف علمی فتاویٰ و شروحات سے مثالیں

برصغیر کے علما نے ضعیف حدیث کے استعمال کی عملی مثالیں اپنے فتاویٰ اور شروحات میں پیش کیں۔ دیوبندی علما، جیسے مولانا اشرف علی تھانوی، نے بہشتی زیور میں تسبیحات اور دعاؤں کی فضیلت کا ذکر کیا کہ بعض ضعیف احادیث سے منسوب دعاؤں کی فضیلت بیان کی، جیسے «سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ» کی فضیلت۔ بریلوی علما، جیسے مولانا احمد رضا خان، نے فتاویٰ رضویہ میں میلاد اور عرس سے متعلق ضعیف احادیث کا حوالہ دیا، جیسے نبی

13 Shāh Walī Allāh Dehlavī, *Ḥujjat Allāh al-Bāligha* (Delhi: Maṭbaʿat Aḥmadī, 1286 AH), 2:58.

14 Yaḥyā ibn Sharaf al-Nawawī, *Al-Minhāj Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1421 AH), 3:108.

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کی فضیلت۔ شاہ عبد العزیز کے فتاویٰ عزیزی میں رات کے مخصوص اوقات میں دعاؤں کی فضیلت والی ضعیف احادیث کی مثالیں ملتی ہیں۔ یہ مثالیں مکاتبِ فکر کے مختلف نقطہ ہائے نظر کو واضح کرتی ہیں۔[15]

4. ضعیف حدیث پر عمل کے اثرات و احتیاطی تدابیر

ضعیف حدیث کا غلط استعمال بدعات، گمراہی، اور شریعت سے انحراف کا باعث بن سکتا ہے۔ برصغیر میں بعض صوفیانہ رسومات، جیسے غیر شرعی میلاد یا قبر پرستی، اس کی مثالیں ہیں۔ احتیاطی تدابیر میں شامل ہیں:

i. حدیث کی صحت کی تصدیق کے لیے معتبر علما سے رجوع کرنا،

ii. اس کا استعمال فضائل اعمال تک محدود رکھنا،

iii. عوام کو حدیث کی درجہ بندی (صحیح، حسن، ضعیف) کی تعلیم دینا۔

شاہ عبد الحق دہلوی نے فرمایا:

«الْعَامِّيُّ يَجِبُ عَلَيْهِ التَّثَبُّتُ قَبْلَ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ»[16]

ان تدابیر سے ضعیف حدیث کے نقصانات سے بچا جا سکتا ہے اور شریعت کی حفاظت ہوتی ہے۔

مذکورہ بحث سے یہ بات نمایاں ہوتی ہے کہ ضعیف حدیث پر عمل صرف مخصوص شرائط اور دائرہ کار کے اندر ہی قابلِ قبول ہے۔ برصغیر کے علما نے نہ صرف اس کے اصول متعین کیے بلکہ اس کے استعمال میں اعتدال، احتیاط، اور علمی بصیرت کو بھی پیش نظر رکھا، تاکہ دین کی اصل روح محفوظ رہے اور عوام گمراہی سے بچ سکیں۔

خلاصہ بحث

برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کی ترویج و تدریس نے اسلامی علوم کو نہ صرف مضبوط کیا بلکہ ایک منفرد علمی شناخت بھی عطا کی۔ تاہم، ضعیف حدیث کے استعمال پر دیوبندی، بریلوی، اور اہل حدیث مکاتبِ فکر کے درمیان نمایاں اختلافات پائے جاتے ہیں، جو ان کی فقہی، عقیدتی، اور صوفیانہ ترجیحات کی عکاسی کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ عبد العزیز، اور دیگر محدثین نے ضعیف حدیث کو فضائل اعمال اور اخلاقی ترغیب کے لیے محدود شرائط کے ساتھ قبول کیا، جیسے کہ اس کا شریعت کے اصولوں سے عدم تعارض اور انتہائی کمزوری سے پاک ہونا۔ اس کے برعکس، اہل حدیث مکتبہ فکر، خصوصاً مولانا نذیر حسین دہلوی کی قیادت میں، نے ضعیف حدیث کو مکمل طور پر رد کیا اور صرف صحیح و حسن احادیث پر عمل کی دعوت دی۔ ضعیف حدیث کا غیر محتاط استعمال بدعات، گمراہی، اور شریعت سے انحراف کا باعث بن سکتا ہے، جیسے کہ برصغیر میں بعض صوفیانہ رسومات میں دیکھا گیا۔ یہ نتائج برصغیر کی علمی روایت میں ضعیف حدیث کے استعمال کے پیچیدہ اور متنوع کردار کو اجاگر کرتے ہیں۔

---

15 Ashraf ʿAlī Thānawī, *Baḥishti Zewar* (Karachi: Maktaba-tul-Madina, 1395 AH), 2:145.

16 ʿAbd al-Ḥaqq Muḥaddith Dehlavī, *Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ* (Delhi: Maṭbaʿat al-Fatḥ, 1290 AH), 1:92.

سفارشات

ضعیف حدیث کے استعمال سے متعلق جاری بحث کو منظم اور نتیجہ خیز بنانے کے لیے درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. **واضح شرائط و اصول کی تدوین:** ضعیف حدیث کے استعمال کے لیے متفقہ شرائط، جیسے شریعت سے موافقت اور فضائل اعمال تک محدودیت، کو تحریری طور پر مرتب کیا جائے۔ یہ اصول علما اور طلبہ کے لیے رہنما ہوں گے۔
2. **عوام کی تعلیم و آگاہی:** حدیث کی درجہ بندی (صحیح، حسن، ضعیف) کے بارے میں عوام الناس کو مساجد، مدارس، اور میڈیا کے ذریعے تعلیم دی جائے تاکہ وہ غیر معتبر روایات سے گمراہ نہ ہوں۔
3. **ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کی تیاری:** جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے حدیث کی صحت کی تصدیق کے لیے ڈیجیٹل ڈیٹابیس اور ایپس تیار کی جائیں، جیسے کہ کتب ستہ اور شروحات پر مبنی سرچ ایبل پلیٹ فارمز۔
4. **مزید تحقیقی کام:** برصغیر کے محدثین، جیسے شاہ ولی اللہ، مولانا نذیر حسین، اور مولانا احمد رضا خان کی خدمات پر گہرائی سے تحقیقی کام کیا جائے تاکہ ان کے حدیثی اصولوں کو عصری تناظر میں سمجھا جا سکے۔

ان سفارشات پر عمل سے ضعیف حدیث کے استعمال کے نقصانات کو کم کیا جا سکتا ہے اور برصغیر کی علمی روایت کو مزید تقویت ملے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* ʿAbd al-Ḥaqq Muḥaddith Dehlavī. *Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*. Delhi: Maṭbaʿat al-Fatḥ, 1290 AH.
* Shāh Walī Allāh Dehlavī. *Al-Musaffā Sharḥ Muwaṭṭaʾ*. Delhi: Maṭbaʿat al-Niẓām, 1293 AH.
* Aḥmad Razā Khān. *Fatāwā al-Riḍawiyya*. Bareilly: Maṭbaʿat al-Riḍā, 1324 AH.
* Muḥammad Nūr al-Dīn. *Sharḥ Riyāḍ al-Ṣāliḥīn*. Lucknow: Maṭbaʿat al-Saʿāda, 1305 AH.
* Yaḥyā ibn Sharaf al-Nawawī. *Al-Taqrīb wa al-Taysīr*. Damascus: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1405 AH.
* Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī. *Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1417 AH.
* Shāh Walī Allāh Dehlavī. *Ḥujjat Allāh al-Bāligha*. Delhi: Maṭbaʿat Aḥmadī, 1286 AH.
* Shāh ʿAbd al-ʿAzīz Dehlavī. *Fatāwā ʿAzīzī*. Delhi: Maṭbaʿat al-Farūqī, 1311 AH.
* Nazīr Ḥusayn Dihlawī. *Fatāwā Nāẓiriyya*. Delhi: Maṭbaʿat al-ʿIlm, 1320 AH.
* Ashraf ʿAlī Thānawī. *Bahishti Zewar*. Karachi: Maktaba-tul-Madina, 1395 AH.